بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گناہوں کی معافی کے

طریقے اور تدبیریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گناہوں کی معافی

کے طریقے اور تدبیریں

تالیف:

مولانا ڈاکٹر محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب

شیخ الحدیث وقائم مقام مهتمم

جامعه عربیه امدادیه مرادآباد

وخلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت مولانا

شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلهم

Mob`ile: **09412866177**

اشاعت کی عام اجازت ہے۔

تفصیلات

نام کتاب : گناہوں کی معافی کے طریقے اور تدبیریں

تالیف : مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب
شیخ الحدیث جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

طبع اول : ۲۰۰۳ء

طبع دوم : ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق فروری/ ۲۰۱۱ء

کمپیوزنگ : محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

صفحات : ۷۸

قیمت :

مطبع : ڈائمنڈ پرنٹرز، نئی دہلی

تقسیم کار : اسلامک بک فاؤنڈیشن 1781 حوض سوئی والان، نئی دہلی 110002

ملنے کے پتے:

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد یوپی

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مکتبہ الفرقان لکھنؤ

اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی

مرکز دعوت وارشاد دارالعلوم الاسلامیہ بستی یوپی

مولانا عبدالسلام خان قاسمی 179 کتاب مارکیٹ، وزیر بلڈنگ، بھنڈی بازار ممبئی

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ. (هود: ١١٤)

ترجمہ: درحقیقت نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

أَنَّ الإِسْلامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ
وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا
وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ.

(صحيح مسلم)

اسلام قبول اسلام سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج پچھلے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے۔

فہرست مضامین

پیشِ گفتار ---------- ۹

گناہوں کی معافی کے طریقے اور تدبیریں ۱۱-۷۲

(۱) اسلام ---------- ۱۱

(۲) تقویٰ ---------- ۱۴

(۳) اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۱۶

(۴) خوفِ الٰہی ---------- ۱۸

(۵) کبیرہِ گناہوں سے اجتناب ---------- ۱۹

(۶) ایمان وعمل صالح ---------- ۲۰

(۷) ایمان اور جان ومال کے ذریعہ جہاد ---------- ۲۱

(۸) انفاق فی سبیل اللہ ---------- ۲۳

(۹) عفوودرگذر ---------- ۲۴

(۱۰) راستے سے تکلیف دہ چیزیں ہٹانا ---------- ۲۶

(۱۱) بے زبان جانوروں کے ساتھ نرمی کا سلوک ---------- ۲۷

(۱۲) توبہ ---------- ۲۹

(۱۳) استغفار ---------- ۳۲

(۱۴) امراض ومصائب میں ابتلاء ---------- ۳۶

(۱۵) وضو ---------- ۳۸

(۱۶) وضو کے بعد نماز کی ادائیگی ---------- ۴۰
(۱۷) نماز کے لئے چلنا ---------- ۴۴
(۱۸) فرض نمازیں ---------- ۴۴
(۱۹) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار ---------- ۴۷
(۲۰) نماز میں ربنا لک الحمد کہنا ---------- ۴۸
(۲۱) سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین ---------- ۴۹
(۲۲) سجدہ ---------- ۴۹
(۲۳) نماز جمعہ اور اس کا اہتمام ---------- ۵۱
(۲۴) بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ---------- ۵۲
(۲۵) اذان ---------- ۵۳
(۲۶) اذان کا جواب اور دعا ---------- ۵۳
(۲۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ---------- ۵۴
(۲۸) رمضان کے روزے ---------- ۵۶
(۲۹) رمضان میں تراویح و تہجد ---------- ۵۶
(۳۰) شب قدر کی عبادت ---------- ۵۷
(۳۱) حج بیت اللہ ---------- ۵۷
(۳۲) عمرہ ---------- ۵۸
(۳۳) طوافِ بیت اللہ ---------- ۵۹
(۳۴) حجر اسود کا بوسہ لینا ---------- ۶۰
(۳۵) ذکر اور اہلِ ذکر کی ہم نشینی ---------- ۶۱
(۳۶) کلمۂ توحید ---------- ۶۴

(۳۷) سبحان اللہ وبحمدہٖ کہنا -- ۶۵

(۳۸) اللہ کی پاکی بیان کرنا -- ۶۵

(۳۹) چار کلمے -- ۶۶

(۴۰) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نذرانۂ درود -- ۶۶

(۴۱) مسلمان بھائی سے مصافحہ -- ۶۷

(۴۲) دلوں کا کینے سے پاک ہونا -- ۶۷

(۴۳) معاملات میں نرمی وسیر چشمی -- ۶۸

(۴۴) اپنے مردہ بھائی کو غسل دینا -- ۶۹

(۴۵) اولاد کی موت کا صدمہ -- ۶۹

(۴۶) بازار کی دعا -- ۷۰

(۴۷) تمام نیکیوں کی تاثیر -- ۷۱

مراجع ومصادر -- ۷۳

مصنف کی مطبوعہ علمی کاوشیں -- ۷۴-۷۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ گفتار

الحمد کلہ للہ، والشکر کلہ للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم الدین۔

زیرِ نظر کتاب ’’گناہوں کی معافی کے طریقے اور تدبیریں‘‘ اُن آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے مجموعے کی حیثیت رکھتی ہے، جن میں مختلف اعمالِ صالحہ کو گناہوں کی معافی اور بخشش کا ذریعہ بنا کر ان کو انجام دینے کی ترغیب وتلقین فرمائی گئی ہے۔

زبانِ نبوت کے مطابق ’’لَا یَأْتِیْ یَوْمٌ اِلَّا وَالَّذِیْ بَعْدَہٗ اَشَرُّ مِنْہُ‘‘ (ہر بعد میں آنے والا دن اور زمانہ گذشتہ دن اور زمانے سے بدتر ہی ہوگا) ہماری موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ عوام، خواص سبھی طبقے پرفتن حالات کی ظلمتوں اور ضلالتوں کے دام میں پھنس کر غرقِ عصیاں ہوتے جا رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کا ایک سیلابِ بلا خیز امڈا چلا آ رہا ہے، اور بجز معدودے باتوفیق افراد کے سب اسی کی رو میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔

سینوں میں ایمان زندہ ہو، دلوں میں یقین مستحکم ہو، سراپا اور وجود میں ضمیر بیدار ہو، تو احساسِ گناہ ضرور کچوکے لگاتا ہے، اور ندامت وشرمندگی لازماً پیدا ہوتی ہے، گناہوں کے منحوس اثرات کے ازالے کی فکر بہرحال پیدا ہوتی ہے، توبہ اور استغفار کے جذبات ابھرتے ہیں، نیکیوں کا شوق بڑھتا ہے۔

گناہوں میں ڈوبے ہوئے لیکن احساسِ ندامت رکھنے والے افراد کے لئے یہ کتاب امیدوں کی سوغات ہے، مایوسیوں سے نکالنے کی تدبیر ہے، رجوع الی اللہ اور صلاح کے جذبات کو مہمیز لگانے کا نسخۂ کیمیا ہے، یہ ایک ایسے حقیر وعاجز کے قلم سے ہے جو سیہ کار ہے، گنہ گار ہے؛ لیکن رحمتِ الٰہی کا امیدوار ہے، اور اپنی اس تحریر کے ذریعہ درِ رحمتِ الٰہی کو دستک دے کر ستّاری اور غفّاری کا طلب گار بھی ہے، اور یہ تحفۂ امید ہر اس مؤمن بھائی کی خدمت میں پیش کررہا ہے جو گناہوں کے ماحول سے نکلنے، اور اپنی خطاؤں کو معاف کرانے کا آرزومند ہے۔

جس خدائے قادر و رحیم کے ارشادات سے اس تحریر کو آراستہ کیا گیا ہے، اسی سے التجا ہے کہ اس تحریر کو قبول عام بخش دے اور اسے صالح تبدیلی کا ذریعہ بنادے، آمین یارب العالمین۔

محمد اسجد قاسمی ندوی

خادم الحدیث النبوی الشریف — ۴؍ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد — ۸؍فروری ۲۰۱۱ء

گناہوں کی معافی کے طریقے اور اسباب

معاصی اور گناہوں کا صدور اولادِ آدم کی سرشت میں داخل ہے، حدیثِ نبوی میں یہ حقیقت اس طرح واضح فرمائی گئی ہے کہ:

كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ.

(جامع ترمذی)

ترجمہ: ہر فرزند آدم خطا کار ہے، اور خطا کاروں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو بارگاہِ الٰہی میں مخلصانہ توبہ کریں۔

نوع انسانی کے بیشتر افراد گناہوں اور خطاؤں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، گناہوں سے بچاؤ اور مغفرت کے متعدد طریقے، تدبیریں اور ذرائع شریعت اسلامی میں موجود ہیں۔ ذیل میں ترتیب کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اسلام

اسلام کی حقیقت اور اصل روح یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو پوری طرح اپنے مولیٰ کے سپرد کردے اور ہر پہلو سے اس کا مطیع و تابع دار ہو جائے، اسلام کے فوائد و نتائج میں ایک اہم چیز گناہوں کی معافی اور بخشش بھی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ:

إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ: اَلْحَسَنَةُ

بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلىٰ سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا. (بخاری شریف)

ترجمہ: جب بندہ اسلام قبول کر لیتا ہے اور اس کا اسلام بہتر ہوتا ہے، تو اس کے سابقہ گناہ اور برائیاں اسلام کی برکت سے اللہ معاف کر دیتا ہے، اور اس کے بعد اس کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب یہ رہتا ہے کہ ایک نیکی پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے، اور بدی کرنے پر وہ اسی ایک بدی کی سزا کا مستحق ہوتا ہے، الا یہ کہ اللہ اسے معاف فرما دے۔

حدیث واضح کر رہی ہے کہ دین اسلام اپنانے اور کمال و جمالِ اسلام سے آراستہ ہونے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور ایک نیکی کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک ملتا ہے۔ شارح حدیث حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے بقول اسلام کے بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قلب وقالب، ظاہر و باطن، اندرون و بیرون، عیاں ونہاں سب اطاعت الٰہی اور اخلاص سے مزین ہو جائے، اور عمل کے وقت قرب ربانی ملحوظ رہے اور یہ استحضار بھی رہے کہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور ہر عمل سے باخبر ہے۔

دوسری حدیث حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ہے، ان کا بیان ہے کہ:

لَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الإِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ، أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلأُبَايِعَكَ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ فَقَبَضْتُ يَدَيَّ، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا عَمْرُو! قُلْتُ: أَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ: تَشْتَرِطُ مَاذَا؟ قُلْتُ: أَنْ يُّغْفَرَ لِيْ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو أَنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ. (صحیح مسلم)

ترجمہ: جب اللہ نے میرے دل میں مشرف با سلام ہونے کا خیال

ڈالا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے عرض کیا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے؛ تاکہ میں آپ سے بیعت کروں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ آگے کردیا؛ لیکن میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم نے ہاتھ کھینچ لیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میری خطائیں بخش دی جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اسلام قبول کرنا سابقہ سبھی گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت بھی پہلے گناہوں کو ڈھا دیتی ہے اور حج بھی ماضی کے گناہوں کو زائل کردیتا ہے۔

اس حدیث میں اس کی صراحت کردی گئی ہے کہ اسلام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے؛ بلکہ اس کے بعض اعمال مثلاً ہجرت وحج کی بھی یہ تاثیر ہے، یہ ملحوظ رہے کہ سابقہ گناہوں کا ازالہ اسلام اور ہجرت وحج سے اسی وقت ہوسکے گا جب کہ نیت صادق اور خالص ہو، نیز اسلام ودیگر اعمال سے حقوق اللہ معاف ہوتے ہیں، حقوق العباد خصوصاً مالی حقوق اسی وقت معاف ہوتے ہیں، جب حق داروں سے معاملہ صاف کرلیا جائے۔

گناہوں کے ازالہ کی جو خاصیت اسلام میں ہے اس کا ذکر قرآنِ کریم میں بھی آیا ہے۔ فرمایا گیا:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ، وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ. (الانفال: ۳۸)

ترجمہ: اے نبی! اِن کافروں سے کہئے کہ اگر اب یہ باز آجائیں تو جو کچھ پہلے ہوچکا ہے اس سے درگذر کرلیا جائے گا؛ لیکن اگر یہ اُسی پچھلی روش کا اعادہ کریں گے تو گذشتہ قوموں کے ساتھ جو کچھ ہوچکا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

(۲) تقویٰ

تقویٰ کی حیثیت کیا ہے؟ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے الفاظ میں:

''وحی محمدی کی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ کے ہمیشہ حاضر وناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر وشر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کردیتی ہے، دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے، جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے''۔ (سیرت النبی ۲۲۱/۵)

تمام اسلامی احکام کی غایت ومقصد اور تمام عبادات کا اصلی منشأ تقویٰ ہے اور کامیابی اور اخروی سرفرازی اہل تقویٰ کے لئے ہے، قرآنِ کریم کے نصوص سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تقویٰ گناہوں کی معافی اور مغفرت کا اہم ترین سبب ہے۔ فرمایا گیا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ أَجْراً. (الطلاق: ۵)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے گناہ دور کردے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا۔

امام طبریؒ نے اِس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ جو اللہ سے ڈرے گا، گناہوں سے دوری اختیار کرے گا اور فرائض کو بجالائے گا تو اللہ اس کے گناہوں اور بداعمالیوں کو دور کر کے اُس کے اِس عمل وتقویٰ کی وجہ سے اجرِ عظیم سے نوازے گا اور جنت کا دائمی قیام عطا فرمائے گا۔ (جامع البیان للطبری ۸۶/۱۲)

قرآنِ کریم کی دوسری آیت میں فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَاناً وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (الانفال: ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے، تو اللہ تمہارے لئے کسوٹی بہم پہنچادے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا، اور تمہارے قصور معاف کرے گا، اللہ بڑا افضل فرمانے والا ہے۔

یہ آیت واضح کررہی ہے کہ جو اللہ سے ڈرے گا، اس کے احکام پر عمل پیرا ہوگا، اس کے ممنوعات سے پرہیز کرتا ہوگا، تو اسے حق و باطل اور خیر وشر میں تمیز کی صلاحیت عطا ہوگی، اور یہی اس کی کامیابی، نجات، دنیوی مشکلات سے بچاؤ، روز آخرت کی سعادت، گناہوں کی مغفرت اور اللہ کے اجر عظیم کے حصول کا باعث ہوگی۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۳۰۶/۳)

اس آیت میں خاص طور پر اہلِ تقویٰ کے لئے "فرقان" عطا کئے جانے کا ذکر ہے، ہر وہ چیز جو حق و باطل کے مابین تمیز کردے وہ فرقان ہے، خواہ وہ علمی چیز ہو یا عقلی، داخلی ہو یا خارجی، عملی ہو یا واقعاتی، خداترس انسان کے اندر اللہ کی طرف سے وہ قوتِ امتیاز پیدا فرمادی جاتی ہے، جو ہر لحظہ زندگی میں اور ہر نقل وحرکت اور ہر نشیب وفراز پر اس کے لئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کردیتی ہے، ربانی طریقے اور شیطانی طریقے میں امتیاز کردیتی ہے۔

قرآنِ کریم فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْآ إِلىٰ مَغْفِرَةٍ مِن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ، أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ. الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۴)

ترجمہ: اور مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے دوڑو، اور جنت کی طرف دوڑو، جس کا عرض سارے آسمان اور زمین ہیں، اور جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو فراغت

اور تنگی دونوں میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آیت کا بیان ہے کہ بے انتہاء وسیع وعریض جنت صرف اُن افراد کے لئے تیار کی گئی ہے، جو خدا ترس ہوں، تمام مامورات ومنہیات میں اُس کے پیروکار رہوں، اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کریں، اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں، ایسے لوگ اللہ کی مغفرت اور جنت میں داخلہ اور قیام کے مستحق ہیں۔

اسی مضمون کو یوں بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً، يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً. (الأحزاب: ٧٠-٧١)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے قصوروں سے درگذر فرمائے گا، جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

اس آیت میں خدا ترسی اور درست بات کو گناہوں کی مغفرت کا اہم ترین سبب قرار دیا گیا ہے، درست بات سے مراد وہ بات ہے جو عمل سے ظاہر ہو، جس کا مقصود طلب رضائے الٰہی ہو اور جس سے مسلمانوں کی بھلائی مطلوب ہو۔

پوری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ترسی اللہ کی مغفرت اور درگذر کا دوسرا اہم باعث ہے۔

(۳) اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالاتِ انسانی ہیں، اور ان کی حیاتِ طیبہ پوری کائنات کے لئے ہر شعبۂ زندگی میں معیار اور نمونہ ہے، اب جو لوگ محبت الٰہی کے دعوے دار ہیں، ان کے دعوے کی جانچ اور پرکھ کے لئے ’’اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کو معیار قرار دیا گیا ہے، جس میں جتنی اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی، اسی قدر اس کی محبت الٰہی معتبر ہوگی، اور اطاعت رسول کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کی محبت نصیب ہوگی، تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

جنوں کے ایک گروہ نے آیاتِ قرآنیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سننے کے بعد اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ:

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِىَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْلَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ. (الاحقاف: ۳۱)

ترجمہ: اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مان لو، اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تم کو دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

اللہ کی طرف بلانے والا قرآن بھی ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم بھی، دونوں کی اطاعت کا حکم ہے اور نتیجہ یہ بتایا گیا ہے کہ گناہ بخش دئے جائیں گے، عذابِ جہنم سے

حفاظت ہوگی۔

یہاں ملحوظ رہے کہ جن گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، ان کا تعلق اللہ سے ہے، رہے حقوق العباد تو ان کی معافی اسی طرح ممکن ہے کہ ان کے حقوق ان تک پہنچا دئے جائیں یا ان سے معاف کرا لئے جائیں۔

(۴) خوفِ الٰہی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيئُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ، فَقَالَ لأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُونِي فَذَرُونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ، فَفَعَلُوا بِهِ، فَجَمَعَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ مَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ اِلَّا مَخَافَتُكَ، فَغَفَرَ لَهُ.

(بخاری شریف)

ترجمہ: سابقہ امتوں میں ایک شخص تھا جسے اپنے اعمال کے سلسلہ میں یہ بدگمانی تھی کہ وہ قبول نہ ہوں گے، چناں چہ اس نے اپنے متعلقین سے کہا کہ جب میری موت آجائے تو مجھے اٹھا کر سمندر کے طوفان کی نذر کر دینا، چناں چہ متعلقین نے اس کی موت کے بعد ایسا ہی کیا، اس کے بکھرے ہوئے اجزاء کو جمع فرما کر اللہ عزوجل نے سوال کیا کہ اِس عمل پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا، اس نے جواب دیا کہ صرف تیرے خوف اور ڈر نے مجھے اس پر آمادہ کیا تھا، اِس پر اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

خوفِ خداوندی تمام گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوتا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

اِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ تَحَاتَتْ عَنْهُ خَطَایَاهُ كَمَا تَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْبَالِیَةِ وَرَقُهَا. (رواه البزار)

ترجمہ: جب اللہ کے خوف اور اس کی ہیبت سے کسی بندہ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے کہ کسی پرانے خشک درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

(۵) کبیرہ گناہوں سے اجتناب

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّئٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلاً كَرِیْماً. (النساء: ۳۱)

ترجمہ: اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے، جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے، تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ تم سے دور کردیں گے اور تم کو ایک معزز مقام (جنت) میں داخل کریں گے۔

اس آیت سے یہ واضح ہوا کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں: کبیرہ اور صغیرہ۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ کبیرہ گناہوں سے بچنے والے سے اللہ نے اس کے صغائر کو معاف فرمانے کا خود وعدہ فرمایا ہے۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ گناہ اصلاً اللہ کے حکم اور مرضی کے خلاف کیا جانے والا کام ہوتا ہے اور اس کی صغیرہ وکبیرہ میں تقسیم کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ صغیرہ کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں اور کبیرہ کے ارتکاب میں حرج ہے؛ بلکہ بعض اکابر کے بقول اس کی مثال چھوٹے بچھو اور بڑے بچھو کی ہے کہ دونوں خطرناک اور مہلک ہیں، یا اس کی مثال آگ کے بڑے

انگارے یا چھوٹی چنگاری کی ہے کہ دونوں جلانے اور تباہ کرنے میں برابر ہیں۔

علماء نے گناہِ کبیرہ کی تعریف میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں، تمام اقوال کی روشنی میں خلاصہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ:

''جس گناہ پر قرآن میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے، یا جس پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یا جس پر جہنم وغیرہ کی وعید آئی ہے، وہ سب گناہِ کبیرہ ہیں، اسی طرح ہر وہ گناہ بھی کبیرہ میں داخل ہوگا جس کے مفاسد اور نتائج بد کسی کبیرہ گناہ کے برابر یا اس سے زائد ہوں، اسی طرح جو گناہِ صغیرہ بھی جرأت و بے باکی کے ساتھ کیا جائے یا جس پر مداومت کی جائے تو وہ بھی کبیرہ میں داخل ہوجاتا ہے''۔(معارف القرآن ۳۸۵/۲)

اِس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ چھوٹے گناہ بڑے گناہوں سے اجتناب کے نتیجے میں معاف ہوجاتے ہیں، رہے بڑے گناہ تو ان کی معافی کا ذریعہ بارگاہِ الٰہی میں مخلص اور سچی توبہ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

(٦) ایمان وعمل صالح

قرآنِ کریم کی بہت سی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے نتیجہ میں گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت میں داخلہ کی سعادت ملتی ہے، مثال کے طور پر تین آیات ملاحظہ ہوں۔فرمایا گیا:

وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحاً يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَداً، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (التغابن: ۹)

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اللہ اس کے گناہ جھاڑ دے گا (معاف کردے گا) اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا،

جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (العنکبوت: ۷)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے ان کے گناہ ہم ان سے دور کردیں گے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دیں گے۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ. (الحج: ۵۰)

ترجمہ: پھر جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی۔

(۷) ایمان اور جان و مال کے ذریعہ جہاد

قرآنِ کریم کہتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ. تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (الصف: ۱۱-۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تم کو وہ تجارت بتادوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچائے، تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور

اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، اللہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں تم کو بہترین گھر عطا فرمائے گا، یہ ہے بڑی کامیابی۔

آیت بتا رہی ہے کہ ایمان اور راہِ خدا میں جانی و مالی قربانی اور جہاد کا ثمرہ گناہوں کی معافی اور درگذر اور جنت میں داخلہ و قیام کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی یہی مضمون آیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب بنا کر فرمایا کہ:

أَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالإِيْمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ. (صحیح مسلم)

ترجمہ: ایمان اور راہِ خدا میں جہاد سب سے افضل اعمال ہیں، اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیے کہ اگر میں راہِ خدا میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کردئے جائیں گے؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر تم صبر اور ثواب کی امید کے ساتھ جہاد کرو، راہِ فرار اختیار نہ کرو، دشمن کی طرف پیش قدمی کرو، پیٹھ نہ پھیرو اور پھر راہِ خدا میں شہید کر دئے جاؤ، تو تمہارے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے، ہاں مگر قرض معاف نہ ہوگا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی فرمایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض یعنی حقوق العباد کے سوا بقیہ تمام گناہ جہاد فی سبیل اللہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔

(۸) انفاق فی سبیل اللہ

قرآنِ کریم بیان کرتا ہے:

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئٰتِكُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. (البقرة: ۲۷۱)

ترجمہ: اگر تم اپنے صدقات علانیہ دو تو یہ بھی اچھا ہے؛ لیکن اگر چھپا کر حاجت مندوں کو دو، تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے، تمہارے بہت سے گناہ اس طرزِ عمل سے محو ہو جائیں گے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی پوری خبر ہے۔

صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی مضمون کو اس آیت کے ذیل میں مفسر حضرت قتادہ نے یوں بیان کیا ہے کہ صدقہ گناہوں کو ویسے ہی مٹا دیتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا:

وَسَارِعُوٓا إِلىٰ مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ. الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِيْ السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. (اٰل عمران: ۱۳۳-۱۳٤)

ترجمہ: اور سبقت کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، وہ ان خداترس لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں، خواہ وہ بدحال ہوں یا خوش حال، اور غصے کو پی جاتے ہیں، اور دوسرے کے قصور معاف کر دیتے ہین، ایسے نیکوکار لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

اِس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کا سب سے بڑا فائدہ گناہوں کی مغفرت اور جنت کی نعمت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث میں نقل کرتے ہیں:

اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ. (ترمذی شریف)

ترجمہ: صدقہ گناہ کو ایسے ہی بجھا اور مٹا دیتا ہے جیسے کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۹) عفوودرگذر

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوٓا أُولِي الْقُرْبٰى

وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا، أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (النور: ۲۲)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار، مسکین اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کریں گے، انہیں معاف اور درگذر کردینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے، اللہ بہت مغفرت فرمانے والا بہت مہربان ہے۔

یہ آیت اصلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے، حضرت مسطح بن اثاثہ مطلبی قریشی ایک صحابی تھے اور حضرت صدیق اکبر کے خاص عزیز (آپ کی خالہ زاد بہن کے فرزند) بھی تھے، وہ اپنی سادہ دلی کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کی طرف سے برپا کئے گئے طوفانِ تہمت زنا میں شریک ہوگئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت مسطح کی ناداری پر ترس کھا کر اکثر ان کی مدد بھی فرماتے تھے، اب غصہ آیا تو قسم کھا بیٹھے کہ آج سے امداد موقوف، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ فرمایا گیا کہ کیا تم لوگ اللہ کی مغفرت نہیں چاہتے، اگر چاہتے ہو تو عفو و درگذر کو شعار بناؤ، چناں چہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد پھر سے جاری کردی، اور پہلے سے زیادہ خیال کرنے لگے۔

اس آیت کا واضح پیغام یہی ہے کہ بندگانِ خدا کے ساتھ عفو و درگذر کا سلوک، اللہ کی مغفرت اور بخشش کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا

لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَإِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (التغابن: ١٤)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بچے تمہارے دشمنِ آخرت ہیں، ان سے ہوشیار رہو، اور اگر تم عفو ودرگذر سے کام لو اور معاف کردو تو اللہ غفور رحیم ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول یہ آیت ہر اس گناہ کو شامل ہے جس کا ارتکاب بال بچوں کی وجہ سے انسان سے ہوتا ہے، اس آیت میں بھی عفو ودرگذر کو مغفرتِ خداوندی کا اہم سبب قرار دیا گیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِيْ جَسَدِهٖ فَتَصَدَّقَ بِهٖ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً. (ترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: جس کسی شخص کے جسم کو زخمی کیا گیا ہو اور وہ اس کو معاف کردے، جس نے اسے زخمی کیا ہو تو اللہ لازماً اس کا درجہ بلند فرماتا اور اس کے گناہ کو معاف کردیتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ آدمی اگر کسی بندۂ خدا کے ساتھ اعلیٰ ظرفی سے کام لیتا ہے اور انتقام کے بجائے عفو ودرگذر کا معاملہ کرتا ہے تو لازمی طور پر خدا بھی اس کے ساتھ شانِ کریمی ہی سے پیش آئے گا اور اس کی مغفرت فرمائے گا۔

(۱۰) راستے سے تکلیف دہ چیزیں ہٹانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَیۡنَمَا رَجُلٌ یَمۡشِیۡ بِطَرِیۡقٍ وَجَدَ غُصۡنَ شَوۡکٍ عَلَی الطَّرِیۡقِ، فَأَخَّرَہٗ، فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ، فَغَفَرَ لَہٗ. (بخاری شریف)

ترجمہ: اسی درمیان کہ ایک شخص ایک راستے پر چل رہا تھا کہ اسے راستے میں خاردار درخت کی ٹہنی مل گئی، اس نے وہ ٹہنی راستے سے ہٹادی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر میں اس کی مغفرت فرمادی۔

راستوں سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا ایمان کا ایک بنیادی شعبہ ہے اور بہت افضل عمل ہے، اور متعدد احادیث میں اس کی تاکید آئی ہے، عام طور سے لوگ اس کام کو معمولی اور غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر جاتے ہیں، اسی لئے اس کا فائدہ بتایا گیا ہے کہ یہ عمل مغفرت کا باعث بن جاتا ہے، اللہ کا جو بندہ بندگانِ خدا پر رحمت وشفقت کے جذبے سے انہیں تکلیف سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کی گذرگاہوں اور راستوں سے موذی اشیاء کو ہٹادیتا ہے، خود اللہ کی رحمت اس کو محیط ہوجاتی ہے، یہ حدیث اشارہ کررہی ہے کہ:

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

(۱۱) بے زبان جانوروں کے ساتھ نرمی کا سلوک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بَیۡنَمَا رَجُلٌ یَمۡشِیۡ فَاشۡتَدَّ عَلَیۡہِ الۡعَطَشُ، فَنَزَلَ بِئۡرًا فَشَرِبَ مِنۡھَا، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا ھُوَ بِکَلۡبٍ یَلۡھَثُ یَأۡکُلُ الثَّرٰی مِنَ الۡعَطَشِ، فَقَالَ: لَقَدۡ بَلَغَ ھٰذَا مِثۡلُ الَّذِیۡ بَلَغَ بِیۡ، فَمَلَأَ خُفَّہٗ ثُمَّ أَمۡسَکَہٗ بِفِیۡہِ، ثُمَّ رَقِیَ فَسَقَی الۡکَلۡبَ، فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ

فَغفَرَ لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْراً قَالَ: فِي كُلِّ ذِي كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ. (بخاری شریف)

ترجمہ: ایک آدمی جارہا تھا اسے سخت پیاس لگی، کنواں آیا تو اس میں اتر کر اُس نے پانی پی لیا، باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس نے سوچا کہ اِس کو بھی اسی طرح سخت پیاس لگی ہے جیسے مجھ کو لگی تھی، چناں چہ اس نے اپنا موزہ اتار کر اس میں پانی بھرا اور اسے کتے کے منہ سے لگا دیا، کتا سیراب ہو گیا، اللہ نے اس کے اِس عمل کی قدر کی اور اس کی مغفرت فرمادی، صحابہؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جانوروں کی تکلیف دور کرنے میں بھی ہم کو اجر ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اجر ملتا ہے۔

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:

إِنَّ امْرَأَةً بَغِياً رَأَتْ كَلْباً فِي يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيفُ بِبِئْرٍ، قَدْ أَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ، فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوْقِهَا، فَغُفِرَ لَهَا. (مسلم شریف)

ترجمہ: ایک فاحشہ عورت نے سخت گرم دن میں کتے کو پیاس کی وجہ سے زبان نکالے کنویں کا چکر لگاتے دیکھا تو اپنا موزہ اتار کر اسے پانی پلا دیا، اللہ نے اس پر اس کی مغفرت فرمادی۔

ان دونوں حدیثوں میں اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ ایک مسلمان کو اللہ کی ہر مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک اور بہتر معاملہ کرنا چاہئے، جانوروں پر نرمی کے سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں، ان پر ظلم کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ النَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الْأَرْضِ. (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ایک بے درد و بے رحم عورت اس لئے دوزخ میں گرادی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر بھوکا مارڈالا، نہ تو اسے خود کچھ کھانے کو دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کرلیتی۔

معلوم ہوا کہ جانوروں کے ساتھ بے دردی اور بے رحمی کا معاملہ اللہ کی ناراضگی کا سبب اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے، جب کہ جانوروں کے ساتھ نرمی اور رحم دلی کا معاملہ اللہ کی رضا کا سبب اور مغفرت کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۱۲) توبہ

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ، إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (المائدۃ: ۳۹)

ترجمہ: جو شخص ظلم کرنے کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرے تو اللہ کی نظرِ عنایت پھر اُس پر مائل ہو جائے گی، اللہ بہت درگذر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیت اصلاً چوری کرنے والوں کے سلسلہ میں اتری ہے کہ اگر وہ توبہ کرلیں تو اللہ ان کو معاف فرمادے گا؛ لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں، اور ہر قسم کے گنہگاروں کو شامل ہیں۔

دوسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا:

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ، إِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ

فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوَّابِينَ غَفُوراً. (الاسراء: ۲۶)

ترجمہ: تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے، اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لئے درگذر کرنے والا ہے، جو اپنے قصور پر آگاہ ہوکر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ آئیں۔

اس آیت میں ﴿اوابیــن﴾ کی تشریح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے گناہوں کو یاد کریں اور ان پر نادم ہوں، اور اللہ کی طرف رجوع ہوں اور استغفار کریں، حضرت سعید بن مسیّب کے بقول اس سے وہ بندے مراد ہیں جو توبہ کے بعد پھر گناہ کریں، پھر توبہ کریں پھر گناہ کریں۔

قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرمایا گیا:

وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً اٰخَرَ وَلاَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلاَ يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَاماً. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَاناً. إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَحِيْماً. وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَإِنَّهُ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَاباً. (الفرقان: ۶۸-۷۱)

ترجمہ: جو یہ حرکتیں (شرک، قتل ناحق اور زنا وغیرہ) کرے گا اس کو سزا سے سابقہ پڑے گا، قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلیل ہوکر پڑا رہے گا، ہاں مگر جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے، تو اللہ ایسے لوگوں کی بدیوں کی جگہ نیکیاں عنایت کرے گا اور اللہ تو ہے ہی بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا، جو کوئی توبہ کرتا

ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ بھی اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔

تفسیر طبری میں ہے کہ کچھ مشرک قبول اسلام کے ارادے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، زمانۂ شرک میں انہوں نے قتل اور زنا وغیرہ جیسے متعدد گناہ کر رکھے تھے، چناں چہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ان گناہوں کا کیا ہوگا؟ اس پر یہ آیات اتریں اور واضح کر دیا گیا کہ سچی توبہ کرنے والوں کو اللہ کی مغفرت گھیر لیتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ''امت کے بڑے بڑے عاصی اور خاطی بھی مغفور ہوں گے، بشرطیکہ اپنے معاصی کی تلافی اور تدارک میں لگے رہیں گے، یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ اللہ ان کے نفس میں بجائے ملکۂ معصیت کے ملکۂ طاعت رکھ دے گا''۔ (تفسیر ماجدی ۵۲۳/۳)

آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ غفور رحیم ہے، یعنی بہ تقاضائے غفوریت وہ گناہوں کو محو کر دیتا ہے اور بتقاضائے رحیمیت وہ حسنات کو ثبت فرماتا رہتا ہے۔

اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. (التحریم: ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے توبہ کرو خالص توبہ، بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی۔

ابن ابی حاتم نے زر بن حبیش کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے توبۂ نصوح کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اس سے مراد

یہ ہے کہ جب تم سے کوئی قصور ہو جائے تو اپنے گناہ پر شرمندہ ہو، پھر ندامت کے ساتھ اللہ سے استغفار کرو اور آئندہ کبھی اس فعل کا ارتکاب نہ کرو، یہی مطلب حضرت عمرؓ، ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے توبۂ نصوح کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ توبہ کے بعد انسان دوبارہ گناہ تو درکنار، اس کے ارتکاب کا ارادہ تک نہ کرے۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا کہ توبہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، جس میں ۶ ر چیزیں جمع ہوں: (۱) اپنے گذشتہ برے عمل پر ندامت (۲) جو فرائض وواجبات اللہ تعالیٰ کے چھوٹے ہیں ان کی قضا (۳) کسی کا مال وغیرہ ظلماً لیا ہو تو اس کی واپسی (۴) کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا یا اذیت دی ہو تو اس سے معافی (۵) آئندہ اس گناہ کے قریب نہ پھٹکنے کا پختہ عزم (۶) جس طرح اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے اب اس کو اطاعت کرتا ہوا دیکھ لے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ آدمی اپنے گذشتہ عمل پر نادم ہو اور پھر اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ عزم رکھتا ہو، کلبیؒ کے بقول آدمی زبان سے استغفار کرے، دل میں نادم ہو اور اپنے اعضاء کو آئندہ اس گناہ سے باز رکھے۔

(۱۳) استغفار

استغفار درحقیقت مغفرت کی طلب اور دعا کا نام ہے۔

اور بقول قرطبی: ”استغفار وہی معتبر ہے جو دل کی گہرائیوں سے ہو، جو شخص زبان سے استغفار کرے مگر اس کا دل معاصی پر مصر رہے، تو اس کا استغفار نا معتبر ہے“۔

اور حسن بصری کے الفاظ میں: ”ہمارا استغفار خود استغفار کا محتاج ہے؛ کیوں کہ وہ دل کی گہرائیوں سے نہیں صرف زبان سے ہوتا ہے“۔

قرآنِ کریم واضح فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ، وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. (اٰل عمران: ۱۳۵)

ترجمہ: ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہوجاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کرکے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں، تو فوراً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ قصور کی معافی چاہتے ہیں؛ کیوں کہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کرسکتا ہو، اور وہ کبھی دانستہ اپنے کیئے ہوئے پر اصرار نہیں کرتے۔

بیان کردیا گیا کہ اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں کہ جب ان سے کوئی قصور سرزد ہوجاتا ہے تو فوراً وہ توبہ اور استغفار کرنے لگتے ہیں، اللہ کی طرف رجوع ہوجاتے ہیں، گناہوں پر مصر نہیں رہتے، ایسے لوگوں کو اللہ مغفرت اور دخول جنت سے نوازے گا۔

امام ابن کثیر نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ابلیس رونے لگا اور ابلیس نے کہا:

یَا رَبِّ وَعِزَّتِکَ لاَ أَزَالُ أُغْوِیْ عِبَادَکَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِیْ أَجْسَادِهِمْ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لاَ أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ. (مسند احمد)

ترجمہ: اے میرے رب، تیری عزت وجلال کی قسم! جب تک تیرے بندوں کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی اور وہ زندہ رہیں گے میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا، تو اللہ نے فرمایا: میری عزت وجلال کی قسم!

جب تک میرے بندے مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں مسلسل ان کو بخشتا رہوں گا۔

دوسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا:

وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْماً. (النساء: ۱۰۶)

ترجمہ: آپ اللہ سے مغفرت طلب کیجئے، بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والے مہربان ہیں۔

قرآنِ کریم کہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً. (نوح: ۱۰)

اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بہت بخشنے والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِىْ فَاسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِىْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِىْ فَأَغْفِرَ لَهُ. (بخاری شریف)

ترجمہ: ہمارا پروردگار ہر شب آسمان دنیا پر اس وقت نزول فرماتا ہے، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، پھر وہ کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کرلوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ:

أَذْنَبَ عَبْدٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذَنْبِىْ، فَقَالَ تَبَارَكَ

وَتَعَالیٰ: اَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْباً فَعَلِمَ أَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَیَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ، فَقَالَ: أَیْ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ، فَقَالَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ: عَبْدِیْ أَذْنَبَ ذَنْباً فَعَلِمَ أَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ أَیْ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ، فَقَالَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ: أَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْباً فَعَلِمَ أَنَّ لَهٗ رَباًّ یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَأْخُذُ بِالذَّنْبِ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ. (مسلم شریف)

ترجمہ: کسی بندے نے گناہ کیا اور یہ دعا کی کہ خدایا میرے گناہ بخش دے! اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ معلوم ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور گناہ پر پکڑ فرماتا ہے، پھر اس نے دوبارہ گناہ کیا اور پھر دعائے مغفرت کی، پھر اللہ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ علم ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور پکڑ بھی فرماتا ہے، پھر اس نے سہ بارہ گناہ کیا اور پھر مغفرت چاہی، پھر اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یقین ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور پکڑ بھی فرماتا ہے، جاؤ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر بندے سے ایک ہی گناہ بار بار ہو، اور وہ ہر مرتبہ توبہ کرتا رہے یا آخر میں ایک بار سچی توبہ کرے تو اس کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ حدیث کے آخر میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ جاؤ جو چاہو کرو، میں نے بخش دیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب جب گناہ کے بعد تم استغفار و توبہ کرتے رہو گے اللہ تمہیں معاف کرتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ، فَیَغْفِرَلَھُمْ.

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ تم کو ہلاک کردے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کردے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ سے مغفرت کے طالب ہوں گے، اور پھر اللہ ان کی مغفرت فرمادے گا۔

ان احادیث سے استغفار کی اہمیت اور اثرات کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِنِّیْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ أَکْثَرَ مِنْ مِائَۃِ مَرَّۃٍ.

ترجمہ: میں ایک دن میں سو مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

معصوم و مغفور ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرتِ استغفار کا یہ عالم تھا، اس کا ایک مقصد پوری امت کو استغفار کی تلقین و تاکید بھی تھا۔

بہر حال صدقِ دل سے استغفار کیا جائے تو رحمتِ الٰہی متوجہ ہوتی ہے اور گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

(۱۴) امراض و مصائب میں ابتلاء

احادیث نبویہ کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مؤمن بندے کو جو مصائب و حوادث اور مشکلات و عوارض اور امراض پیش آتے ہیں وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا. (بخاری شریف)

ترجمہ: جو مصیبت بھی مسلمان بندے کو پہنچتی ہے حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کو گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (بخاری شریف)

ترجمہ: مسلمان کو جو تکان، مصیبت، فکر، رنج وغم اور اذیت وتکلیف پہنچتی ہے اور جو خار بھی چبھتا ہے اللہ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكاً شَدِيْداً، قَالَ: أَجَلْ! إِنِّىْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ، قُلْتُ: ذٰلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، قَالَ: أَجَلْ! ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. (بخاری شریف)

ترجمہ: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

تو دیکھا کہ آپ بخار میں مبتلا ہیں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو شدید بخار ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں! مجھے اتنا زیادہ بخار ہے جتنا دو آدمیوں کو ہوتا ہے، میں نے عرض کیا کہ ایسا اس لئے ہے کہ آپ کے لئے دوہرا اجر ہے، آپ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہے، جس مسلمان کو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے، کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑی مصیبت آتی ہے، اللہ اس کے ذریعہ اس کے گناہ اس طرح معاف کرتا اور جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

اس مضمون کی دسیوں احادیث ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں، اور امام نوویؒ کے بقول:

”ان میں اہل ایمان کو عظیم بشارت دی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ امراض ومصائب سے دل گرفتہ، رنجور اور شکستہ خاطر نہ ہوا جائے؛ بلکہ یہ یقین رکھا جائے کہ ان سے گناہ معاف ہو رہے ہیں، درجات بلند ہو رہے ہیں، حسنات میں اضافہ ہو رہا ہے“۔

سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء پر آتی ہیں، اور وہ کمالِ صبر کے ساتھ متصف ہوتے ہیں، اسی لئے ان کے درجات سب سے اعلیٰ اور ان کے حسنات سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

(۱۵) وضو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلا أَدُلُّكُم عَلىٰ مَا يَمْحُوْ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهٖ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوْا: بَلىٰ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

ترجمہ: کیا میں تم کو وہ چیزیں نہ بتادوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہ کو معاف فرمادیتا ہے اور درجات کو بلند کردیتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا:

کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشقتوں کے باوجود وضو کو مکمل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کا زیادہ ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ رباط ہے۔

اس حدیث شریف میں تین چیزیں مذکور ہیں:

(۱) وضو کو مکمل کرنا یعنی تمام فرائض، واجبات، سنن و آداب کی مکمل رعایت کے ساتھ وضو کرنا اور اس راہ کی مشقتیں برداشت کرنا، مثلاً سخت سردی کے موسم میں بھی وضو کرنا اور سردی کو برداشت کرنا، یا پانی فروخت ہو رہا ہو تو خرید کر وضو کرنا یا پانی دور ہو وہاں جانے کی مشقت برداشت کرنا وغیرہ۔

(۲) مسجدوں کی طرف قدموں کا زیادہ ہونا یعنی مسجد میں زیادہ آمد و رفت رکھنا اور اس سے گہرا تعلق رکھنا۔

(۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی فکر میں لگے رہنا اور ہمہ وقت دل کا نماز سے مربوط رہنا۔

حدیث میں ان تینوں اعمال کو رباط قرار دیا گیا، رباط کے اصل معنی اسلامی ممالک کی سرحدوں کی حفاظت کے ہیں، چوں کہ ان تینوں اعمال کے ذریعہ اپنے قلب و ایمان کو شیطانی اور باطل اثرات سے بچایا اور محفوظ رکھا جاتا ہے؛ اس لئے ان کو بھی رباط سے تعبیر کیا گیا ہے، ان تین اعمال کے ذریعہ اللہ گناہوں کو نامۂ عمل سے مٹا دیتا ہے اور انہیں معاف فرما دیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ (أَوِ الْمُؤْمِنُ) فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ (أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ) فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ (أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ) فَإِذَا غَسَلَ

رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ (أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ) حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کی آنکھوں سے دیکھے ہوئے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے ہاتھ سے کئے ہوئے سب گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے پیر دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، جن کی طرف اس کے پیر چلے ہوں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے صاف و پاک ہوجاتا ہے۔

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ وضو گناہوں کو مٹاتا اور معاف کرتا ہے۔

(۱۶) وضو کے بعد نماز کی ادائیگی

احادیثِ نبویہ میں یہ مضمون جگہ جگہ آیا ہے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، چند حدیثیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا تو اپنے ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا، پھر کلی کیا اور ناک میں پانی دے کر ناک سنکی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر تین بار کہنیوں سمیت اپنا دایاں ہاتھ دھویا، پھر بایاں ہاتھ بھی اسی طرح دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پیر تین تین بار دھوئے پھر فرمایا کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ

وُضُوئِی هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِی هٰذَا ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ، لا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (صحیح بخاری شریف)

ترجمہ: میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضو کیا اور وضو کے بعد فرمایا کہ جو اس طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور دورانِ نماز اپنے دل سے باتیں نہ کرے (یعنی مکمل دھیان اور استحضار سے نماز پڑھے) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِنْ اِمْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ، قَالَ فَنَزَلَتْ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ، وَزُلَفاً مِّنَ اللَّیْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ، ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ﴾ قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: أَلِیَ هٰذِهٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِیْ. (متفق علیه)

ترجمہ: ایک صاحب کسی عورت کا بوسہ لینے کے گناہ کے مرتکب ہوگئے اور پھر خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتِ حال بتائی، اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ، وَزُلَفاً مِّنَ اللَّیْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ، ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ﴾ (کہ آپ دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے ایک حصہ میں نماز پابندی سے پڑھا کیجئے، حقیقت یہ ہے کہ برائیوں کو نیکیاں مٹادیتی ہے) اس پر ان صاحب نے عرض کیا کہ

اے اللہ کے رسول! یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں میری امت میں سے جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کے لئے یہی حکم ہے کہ اس کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔

(۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ:

بَيْـنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَنَـحْـنُ قُـعُـوْدٌ مَعَهُ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْـتُ حَداً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْتُ حَداً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَسَكَتَ عَنْهُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلاةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ انْصَرَفَ، وَاتَّبَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَحِقَ الـرَّجُـلُ رَسُـوْلَ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ! إِنِّـيْ أَصَبْـتُ حَداً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ: فَقَالَ لَهُ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ حِيْنَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ، أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوْءَ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! قَـالَ: ثُـمَّ شَهِـدْتَّ الـصَّلاةَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ: ذَنْبَكَ. (بخاری شریف)

ترجمہ: ہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ افروز تھے، اچانک ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے، جس پر حد واجب ہے، اس لئے

آپ مجھ پر حد جاری فرمایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اس شخص نے دوبارہ وہی بات کہی، مگر آپ خاموش رہے، اتنے میں اقامت شروع ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے اٹھ گئے، نماز سے فارغ ہوئے تو پھر وہ شخص آپ کے پیچھے پیچھے آیا اور وہی بات کہی، تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم بتاؤ کہ جب تم اپنے گھر سے نکلے تھے تو کیا تم نے اچھی طرح وضونہیں کیا تھا؟ اس شخص نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے اچھی طرح وضو کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم ہمارے ساتھ نماز میں شریک رہے؟ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نماز میں شریک رہا، پھر اللہ کے رسول نے اس سے فرمایا کہ جاؤ! اللہ نے تمہارا گناہ بخش دیا۔

یہاں یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ حسنات سے تو صرف صغائر کی معافی ہوتی ہے، اور حد کو واجب کرنے والا گناہ کبیرہ ہوتا ہے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے فرمایا کہ نماز سے وہ گناہ معاف ہوگیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصلاً وہ گناہِ صغیرہ ہی تھا جس کو آپ نے بذریعہ وحی یا قرائن سے پہچان لیا تھا، اس لئے آپ نے یہ بشارت دی کہ نماز سے تمہارا گناہ معاف ہوگیا؛ لیکن چوں کہ وہ صاحب صحابیت کے عظیم مرتبے پر فائز تھے؛ اسی لئے اس ارتکابِ صغیرہ کی وجہ سے ان پر اتنا خوف طاری تھا کہ انہوں نے آپ کے سامنے اس طرح اس کا تذکرہ کیا جیسے کہ واقعی ان سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جو موجبِ حد ہے۔

(۴) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے وضوکیا، پھر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضوکیا، اور فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جو اس طرح وضو کرے پھر مسجد آ کر دو رکعت نماز ادا کرے اور بیٹھ جائے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

ان چاروں احادیث کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ تمام سنن و آداب کی رعایت کے ساتھ وضو کیا جائے اور اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی جائے تو تمام صغیرہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

(۱۷) نماز کے لئے چلنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَشٰى إِلٰى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ، لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً، وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً. (مسلم شریف)

ترجمہ: جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کرے پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف کسی فرض کی ادائیگی کے لئے چل پڑے تو اس کے قدموں میں سے ایک قدم سے ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے، اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ مسجد کی طرف نماز کے لئے چلنے سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۱۸) فرض نمازیں

فرض نمازوں کی تاثیر گناہوں کے ازالہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، اس حقیقت کو جا بجا احادیث میں بیان فرمایا گیا ہے:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ:

أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهراً بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْساً هَلْ يَبْقىٰ مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ، قَالُوْا لاَ يَبْقىٰ مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ، قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْ بِهِنَّ اللّٰهُ الْخَطَايَا. (متفق علیہ)

ترجمہ: بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو، جس میں وہ روزآنہ پانچ بار نہاتا ہو، تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں باقی رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتا اور مٹاتا ہے۔

حدیث واضح کررہی ہے کہ وہ صاحب ایمان بندہ جو درحقیقت ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جب وہ نماز میں مصروف ہوتا ہے تو یہ نماز اس کے گناہ کو اسی طرح مٹادیتی ہے جس طرح نہر کی موجوں میں نہانے والے کے جسم سے میل کچیل ختم ہوجاتا ہے۔

(۲) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلاَةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّلاَةِ الْمَكْتُوْبَةِ، فَصَلاَّهَا مَعَ النَّاسِ، أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ، أَوْ فِي الْمَسْجِدِ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جو نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے پھر فرض نماز کے لئے مسجد کی طرف جاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ یا مسجد میں نماز ادا کرتا ہے اللہ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

(۳) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُہُ صَلاۃٌ مَکْتُوبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَ ھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا إِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِمَا قَبْلَھَا مِنَ الذُّنُوْبِ، مَا لَمْ یُؤْتِ کَبِیْرَۃً وَذٰلِکَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جو مسلمان آدمی فرض نماز کا وقت آنے پر اس کے لئے اچھی طرح وضو کرے، پھر پورے خشوع اور اچھے رکوع وسجود کے ساتھ نماز ادا کرے تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی، جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہوا ہو، اور نماز کی یہ برکت اس کو ہمیشہ ہمیش حاصل ہوتی رہے گی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز کی یہ تاثیر وبرکت کہ وہ سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، اور پہلے گناہوں کی گندگی کو دھوڈالتی ہے، اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ آدمی کبیرہ گناہوں سے آلودہ نہ ہو؛ کیوں کہ کبیرہ گناہوں کی نجاست اتنی غلیظ ہوتی ہے اور اس کے ناپاک اثرات اتنے گہرے ہوتے ہیں جن کا ازالہ صرف توبہ ہی سے ہوسکتا ہے۔

(معارف الحدیث ۳/۱۱۶)

(۴) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی سَجْدَتَیْنِ لَا یَسْھُوْ فِیْھِمَا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ. (مسند احمد)

ترجمہ: جو بندہ ایسی دو رکعت نماز پڑھے جس میں اس کو غفلت بالکل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس نماز ہی کے صلہ میں اس کے سارے سابقہ گناہ

معاف فرمادے گا۔

نمازوں پر وعدۂ مغفرت کے تعلق سے بے شمار حدیثیں ہیں، انہیں جنت کی کنجی، دین کا ستون، بنیاد واساس، دل کا سرور وقرار، آنکھوں کی ٹھنڈک اور فرحت قرار دیا گیا ہے، نمازوں کی پابندی اور بحسن وخوبی ادائیگی پر اللہ کے عہدِ مغفرت کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، پت جھڑ کے موسم میں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں بالکل اسی طرح نمازوں کے ذریعہ گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں۔

(۱۹) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلاۃُ الرَّجُلِ فِیُ جَمَاعَۃٍ تَزِیُدُ عَلیٰ صَلاتِہٖ فِیُ بَیُتِہٖ، وَصَلاتِہٖ فِیُ سُوُقِہٖ بِضُعاً وَّعِشُرِیُنَ دَرَجَۃً، وَذٰلِکَ أَنَّ أَحَدَھُمُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحُسَنَ الُوُضُوُءَ ثُمَّ أَتَی الُمَسُجِدَ لاَ یَنُھَزُہٗ إِلَّا الصَّلاۃُ، لا یُرِیُدُ إِلَّا الصَّلاۃَ، فَلَمُ یَخُطُ خُطُوَۃً إِلَّا رُفِعَ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃٌ، وَحُطَّ عَنُہُ بِھَاخَطِیُئَۃٌ حَتّٰی یَدُخُلَ الُمَسُجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الُمَسُجِدَ کَانَ فِی الصَّلاۃِ مَا کَانَتِ الصَّلاۃُ ھِیَ تَحُبِسُہٗ، وَالُمَلائِکَۃُ یُصَلُّوُنَ عَلیٰ أَحَدِکُمُ مَا دَامَ فِیُ مَجُلِسِہٖ الَّذِیُ صَلّٰی فِیُہِ، یَقُوُلُوُنَ: اَللّٰھُمَّ ارُحَمُہُ، اَللّٰھُمَّ اغُفِرُ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ تُبُ عَلَیُہِ، مَا لَمُ یُؤُذِ فِیُہِ، مَا لَمُ یُحُدِثُ فِیُہِ. (مسلم شریف)

ترجمہ: آدمی کی باجماعت نماز گھر اور بازار کی نماز سے بیس درجہ سے زائد ثواب رکھتی ہے، کوئی آدمی جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا

ہے، پھر مسجد آتا ہے اور اس کے مسجد آنے کا باعث و محرک اور مقصد صرف نماز ہوتا ہے، تو وہ جو قدم بھی رکھتا ہے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے، اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، مسجد میں داخل ہونے کے بعد جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے، مستقل نماز ہی میں رہتا ہے، اور آدمی جب تک اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے ملائکہ اس کے لئے دعاء رحمت کرتے رہتے ہیں کہ اے خدا! اس پر رحم فرما، اس کی مغفرت فرما، اس کی طرف توجہ و عنایت فرما، دعا کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک اس نمازی کو حدث نہ پیش آجائے، اور اس کا وضو ٹوٹ نہ جائے۔

اس سے پہلے صحیح مسلم ہی کی وہ حدیث آچکی ہے جس میں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کو رباط و جہاد قرار دیا گیا ہے، اور گناہوں کی مغفرت کا اہم ترین ذریعہ بتایا گیا ہے۔

(۲۰) نماز میں ربنا لک الحمد کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، فَإِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جب امام (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللّٰہ لمن حمدہ (اللہ نے سنی اس بندہ کی جس نے اس کی حمد کی) کہے تو تم (مقتدی لوگ) ربنا ولک الحمد (اے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے ہی لئے

حمد وستائش ہے) کہو؛ کیوں کہ جس کا کہنا ملائکہ کے کہنے کے موافق ہوگا تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

امام نماز میں جب **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہتا ہے اس وقت ملائکہ "**ربنا لک الحمد**" کہتے ہیں، اب اگر مقتدی اسی وقت یہ کلمہ کہتا ہے، تو اس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو جاتا ہے، اور ایسا کرنے سے اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

(۲۱) سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنے کی تاکید فرمائی ہے، اور جب نماز باجماعت کسی امام کے پیچھے ادا کی جارہی ہو، تو حکم یہ ہے کہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد اس حکم کے مطابق آمین کہے تو اس کے ساتھ مقتدی بھی آمین کہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس وقت اللہ کے فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (بخاری شریف، مسلم شریف)

ملائکہ کی آمین کے موافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملائکہ کے ساتھ آمین کہی جائے، نہ اس سے پہلے ہو نہ اس کے بعد ہو، اور ملائکہ کی آمین کا وقت وہی ہے جب امام آمین کہے۔

(۲۲) سجدہ

حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ، أَوْ قَالَ:

قُلْتُ: بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ، فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لاَ تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً، قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ. (مسلم شریف)

ترجمہ: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان سے ملاقات کرکے پوچھا کہ آپ مجھے اس عمل کے بارے میں بتائیے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمادے، اس پر حضرت ثوبان خاموش رہے، تو میں نے دوبارہ سوال کیا، مگر وہ خاموش رہے، پھر میں نے سہ بارہ سوال کیا تو حضرت ثوبان نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم زیادہ سے زیادہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہونے کا التزام کرو؛ کیوں کہ تم جو سجدہ بھی کروگے اللہ اس کی بدولت تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا، اور ایک گناہ مٹادے گا۔ حضرت معدان کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت ابوالدرداء سے ملاقات کی اور یہی سوال کیا تو انہوں نے وہی جواب دیا جو حضرت ثوبان نے دیا تھا۔

اس حدیث شریف سے واضح ہورہا ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کا عمل گناہوں کی بخشش کا اہم سبب ہے، اور ایسا اس لئے ہے کہ جب بندہ سجدہ ریز ہوتا ہے اور اپنی پیشانی زمین پر ٹیک دیتا ہے، تو وہ غایت تذلل وعبودیت اور بے انتہاء تواضع وفروتنی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ:

إِنَّ أَقْرَبَ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنَ الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ. (مسلم شریف)

ترجمہ: بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب رہتا ہے؛ لٰہذا تم سجدے میں بکثرت دعا کیا کرو؛ کیوں کہ وہ دعا قبولیت کی زیادہ مستحق ہوتی ہے۔

(۲۳) نماز جمعہ اور اس کا اہتمام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ، ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى. (بخاری شریف)

ترجمہ: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ممکن ہو صفائی پاکیزگی کا اہتمام کرے، اور جو تیل اور خوشبو اس کے گھر ہو وہ لگائے، پھر وہ گھر سے نماز کے لئے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کا لحاظ کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں، ان کے بیچ میں نہ بیٹھے، پھر جو نماز (سنن ونوافل) اس کے لئے مقدر ہو وہ پڑھے، پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے تو اللہ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کردی جائیں گی۔

حدیث شریف واضح کررہی ہے کہ جمعہ کے دن غسل، حسب المقدور صفائی کا اہتمام،

اچھے لباس کا اہتمام، خوشبو کا استعمال، پھر مسجد میں آ کر ہر اس عمل سے اجتناب واحتیاط جو لوگوں کی ایذا کا سبب ہو، اور حسب توفیق مسجد میں نوافل وسنن کی ادائیگی اور خطبۂ جمعہ کو پوری توجہ سے سننا اور پھر نماز جمعہ کی ادائیگی وہ اعمال ہیں جو پورے ہفتے کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ اور وسیلۂ مغفرت ثابت ہوتے ہیں۔

(۲۴) بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

إِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حُكْماً يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ، وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُلْكاً لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ، وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ الْأَقْصىٰ أَنْ لاَ يَأْتِيَهِ أَحَدٌ لاَ يَنْهَزُهُ إِلاَّ الصَّلَاةُ فِيهِ، أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (سنن النسائی: کتاب الصلاۃ، فضل المسجد الأقصیٰ)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں:

(۱) اللہ انہیں ایسے فیصلے کی توفیق دے جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو (درست ہو) یہ دعا قبول کر لی گئی۔

(۲) اللہ انہیں ایسی بادشاہت دے جو ان کے بعد کسی کو نہ ملے، یہ دعا بھی قبول ہو گئی۔

(۳) مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے فراغت کے بعد اللہ سے دعا مانگی کہ اس مسجد میں جو بندۂ خدا بھی صرف نماز کے ارادے سے آئے، اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح پاک ہو جائے جس دن کہ اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَنَحْنُ نَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

(مسند احمد ۲/۱۷۶)

ترجمہ: ہمیں امید ہے کہ اللہ نے ان کی تیسری دعا بھی قبول فرمالی۔

(۲۵) اذان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدىٰ صَوْتِهٖ وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ.

(ابو داؤد شریف، ابن ماجہ شریف)

ترجمہ: اذان دینے والا، جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے، اس کی مغفرت کی جاتی ہے، اوراس کے لئے ہر تر وخشک گواہ بنیں گے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر مؤمن کے گناہوں کو مجسم شکل دی جائے اور وہ اتنے زیادہ ہوں کہ جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے، وہاں تک بھر جائیں، تو وہ سب گناہ اذان کی بدولت بخش دئے جاتے ہیں، یا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ مؤذن جتنا زیادہ آواز بلند کرتا ہے، اتنا ہی اس کی مغفرت ہوتی ہے، اگر آواز اپنی طاقت کی آخری حد تک بلند کرلیتا ہے تو پوری مغفرت پالیتا ہے، اور یہ درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: "**اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ**"۔ (اے اللہ! مؤذنین کی مغفرت فرمائیے) کا نتیجہ وثمرہ ہے۔

(۲۶) اذان کا جواب اور دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جو شخص مؤذن کی اذان سننے کے وقت (یعنی جب وہ اذان سے فارغ ہو جائے) کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور میں اللہ کو رب مان کر اور حضرت محمد کو رسول مان کر اور اسلام کو دین حق مان کر راضی ہوں، تو اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

دوسری احادیث میں یہ صراحت آئی ہے کہ مؤذن کی زبان سے نکلنے والے ہر کلمۂ اذان کا ساتھ ہی جواب بھی دیا جائے اور اس طرح اپنے دل و زبان دونوں سے اذان کی شکل میں ہونے والے ایمانی عہد کی تجدید کی جائے، تو اس پر جنت کے داخلہ کی بشارت ہے۔

اذان کے بعد جو معروف دعا پڑھی جاتی ہے اس کا ذکر بھی بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ جو بندہ وہ دعا پڑھتا ہے وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

یہاں مذکور حدیث میں جس دعا کا ذکر ہے اس کی تاثیر یہ بتائی گئی ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۲۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ:

كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟

قُلْتُ: أَنَا، كَمَا قَالَهُ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ - أَوْ عَلَيْهَا - لَجَرِئٌ! قُلْتُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ.

ترجمہ: ہم ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے کسی شخص کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے سلسلہ میں ارشاد فرمائی ہے، میں نے کہا کہ ہاں مجھے بالکل اسی طرح یاد ہے جس طرح اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے (یعنی وہ حدیث بے کم وکاست میرے حافظے میں موجود ہے) حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اچھا تم وہ حدیث بیان کرو، تم روایت حدیث میں بہت دلیر ہو، (یعنی تم فتنوں کے سلسلہ میں اللہ کے رسول سے بلاتردد دلیری کے ساتھ باتیں معلوم کرلیا کرتے تھے؛ اس لئے تمہیں اس سلسلہ میں حدیثیں زیادہ یاد ہیں) جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہوا سے بیان کرو، میں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کا فتنہ (آزمائش) اس کے اہل وعیال میں ہے، اس کے مال میں ہے، اس کے نفس میں ہے، اس کی اولاد میں ہے، اوراس کے ہمسائے میں ہے، اس کے اِس فتنہ کو (اور فتنہ کے سبب سے جس گناہ کا وہ مرتکب ہوتا ہے اس کو) نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دور کردیتے ہیں۔

آگے حدیث کا مضمون تفصیلی ہے؛ لیکن ہمارا مدعا اسی ٹکڑے سے ثابت ہورہا ہے، جو مذکور ہے۔ فرمایا جارہا ہے کہ اہل وعیال، مال دولت، نفس واولاد اور ہمسایہ و متعلقین کی وجہ سے

جو گناہ صادر ہوتے ہیں، ان کا ازالہ نماز وصدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہوتا ہے۔

امر بالمعروف (بھلائی کا حکم اور خیر کی دعوت) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) امت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات اور مقاصد دین میں سے ہیں، اور اس فریضہ سے غفلت عذاب کا سبب بنتی ہے اور اس کی انجام دہی گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

(۲۸) رمضان کے روزے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جو شخص ایمان اور امید ثواب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے سارے گذشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

ایمان واحتساب کا مطلب یہ ہے کہ جو نیک عمل بھی ہو اس کی اساس ومحرک بس اللہ ورسول پر ایمان اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی امید ہو، کوئی دوسرا جذبہ اس کا محرک نہ ہو، ایمان واحتساب کی بنیاد پر کئے جانے والے چھوٹے چھوٹے اعمال میں بھی اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ سالہا سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۲۹) رمضان میں تراویح وتہجد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جو لوگ ایمان واحتساب کے جذبے سے رمضان کی راتوں

میں نوافل (تراویح وتہجد) ادا کریں گے ان کے بھی پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

امام نوویؒ کے بقول قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے، مگراس کے عموم میں تہجد کی نماز بھی داخل ہے، اور رمضان کے ان نوافل کی تاثیر گناہوں کی مغفرت بتائی جارہی ہے۔

(۳۰) شب قدر کی عبادت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جولوگ شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے، ان کے بھی پچھلے سارے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

لیلۃ القدر کوئی متعین شب نہیں ہے، یہ رمضان کے آخری عشرہ کی کوئی طاق رات ہوتی ہے، اس کی تعیین اس لئے نہیں کی گئی ہے کہ بندہ اس کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرے اور یہ عبادت اس کے لئے کفارۂ سیئات ثابت ہو۔

(۳۱) حج بیت اللہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (بخاری شریف، مسلم شریف)

ترجمہ: جس آدمی نے حج کیا اوراس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف

ہوکر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

حدیث شریف صراحۃً بیان کررہی ہے کہ جس حج میں انسان شہوانی اور فحش باتوں سے احتراز کرتا ہے اور اللہ کی معصیت سے بچتا ہے، تو وہ حج اس کو گناہوں سے بالکل پاک صاف کردیتا ہے۔

عام اعمالِ صالحہ کے بارے میں یہ بات طے ہے کہ ان سے حقوق العباد مطلقاً معاف نہیں ہوتے، رہے حقوق اللہ تو ان میں کبائر صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں، ہاں صغائر اعمالِ صالحہ سے معاف ہوجاتے ہیں، جب کہ حج کے بارے میں علماء نے مذکورہ حدیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ اس سے حقوق العباد تو معاف نہ ہوں گے؛ لیکن حقوق اللہ معاف ہوجائیں گے، خواہ کبائر ہوں یا صغائر، اس سے حج کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

(۳۲) عمرہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (بخاری شریف، مسلم شریف)

ترجمہ: ایک عمرہ اگر ادا کرلیا جائے تو یہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، اور حج مبرور (پاک ومخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہے۔

دوسری حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ

وَالـذُّنُوبَ كَمَا يَنفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو؛ کیوں کہ حج اور عمرہ دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں، جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے، اور حج مبرور (مقبول، گناہوں سے پاک، بے ریا، مخلصانہ، بعد کی زندگی میں نمایاں صالح انقلاب پیدا کرنے والا حج) کا ثواب تو بس جنت ہی ہے۔

معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ عمرہ اور حج کرنا رحمتِ الٰہی میں غوطہ لگانا اور گناہوں کے گندے اثرات سے اپنے آپ کو پاک وصاف کرنا ہے، اور اس کا نقد فائدہ دنیا میں فقر وافلاس سے نجات اور خوش حالی واطمینان قلب کی دولت میسر آنے کی شکل میں تظاہر ہوتا ہے، اور آخرت میں جنت کا وعدہ تو من جانب اللہ ہے ہی۔

(۳۳) طوافِ بیت اللہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعاً فَأَحْصَاهُ، كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ. (ترمذی شریف: کتاب الحج)

ترجمہ: جو اِس بیت اللہ کا سات چکر طواف کرے اور ان کو شمار کرلے اور یاد رکھے تو یہ عمل ایک غلام راہِ خدا میں آزاد کرنے کی طرح (ثواب کا باعث) ہے، یعنی ایک طواف کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

ایک حدیث میں مزید ارشاد ہے:

لَا یَضَعُ قَدَماً وَلَا یَرْفَعُ اُخْریٰ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً وَ کُتِبَتْ لَہٗ بِھَا حَسَنَۃٌ. (ترمذی شریف: کتاب الحج)

ترجمہ: طواف کرنے والا (طواف کرتے ہوئے) جوبھی قدم رکھتا ہے اور جوبھی قدم اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں، اوراس کے بدلے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، یعنی ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً، خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ. (ترمذی: کتاب الحج: باب ما جاء فی فضل الطواف)

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کے پچاس طواف کیئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ طواف بیت اللہ انتہائی مقدس عمل ہے، اور گناہوں کی معافی کے لئے انتہائی کارگر تدبیر ہے۔

(۳۴) حجر اسود کا بوسہ لینا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

اِنَّ مَسْحَ الرُّکْنِ الْیَمَانِیِّ وَالرُّکْنِ الْاَسْوَدِ یَحُطُّ الْخَطَایَا حَطًّا. (مسند احمد ۸۹/۲)

ترجمہ: بلاشبہ رکن یمانی اور حجر اسود کو چومنا انسان کے گناہوں کو بالکل مٹا دینے والا عمل ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

إِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةُ الْخَطَايَا. (ترمذی: کتاب الحج)

ترجمہ: یقیناً رکن یمانی اور حجر اسود کا بوسہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۳۵) ذکر اور اہلِ ذکر کی ہم نشینی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِنْ وَجَدُوا قَوْماً يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلىٰ حَاجَتِكُمْ، قَالَ: فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالُوا: يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لاَ وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيداً، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحاً، قَالَ يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ، قَالَ يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لاَ وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا، قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصاً، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَباً وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ، قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ

رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا، قَالَ: يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَاراً، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّىْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلائِكَةِ: فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ. (بخاری شریف)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین کے راستوں میں ذکر میں مشغول بندوں کو تلاش کرنے کے لئے گشت کرتے ہیں، پھر اگر وہ کچھ لوگوں کو ذکرِ الٰہی میں مشغول پاتے ہیں، تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ اپنے مطلوب (اہل ذکر سے ملاقات اور ان کا ذکر سننے) کی طرف جلدی آؤ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد وہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں، پھر ان فرشتوں سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ حالاں کہ اللہ ان کے بارے میں فرشتوں سے زیادہ واقف ہے، فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری بڑائی بیان کرتے ہیں، تیری تعریف بیان کرتے ہیں، عظمت کے ساتھ تجھے یاد کرتے ہیں، پھر اللہ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں خدا کی قسم، انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے، پھر اللہ فرماتا ہے کہ اچھا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو پھر وہ تیری بہت زیادہ عبادت اور تسبیح و تعظیم کرتے، پھر اللہ ان سے پوچھتا ہے کہ وہ بندے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت

مانگتے ہیں، پھر اللہ سوال کرتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں پروردگار بخدا! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے، پھر اللہ فرماتا ہے کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو جنت کے لئے ان کی حرص وطمع اور طلب ورغبت کہیں زیادہ ہوتی، پھر اللہ پوچھتا ہے کہ وہ بندے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں، پھر اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں بخدا انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا، پھر اللہ پوچھتا ہے کہ اگر وہ جہنم کو دیکھ لیتے تو ان کی حالت کیا ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہوتا تو وہ جہنم سے بہت زیادہ دور بھاگتے اور بے انتہاء خوف کرتے (یعنی جہنم میں جانے والے گناہوں سے مکمل طور پر اجتناب کرتے) پھر اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے، یہ سن کر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ذکر کرنے والوں میں فلاں شخص ذکر کرنے والا نہیں ہے، وہ تو اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا، پھر وہ وہیں ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھ گیا، وہ اس مغفرت کی بشارت کا مستحق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے فرماتا ہے کہ اہل ذکر کا ہم نشین بے نصیب نہیں ہوتا، یعنی خالی ہم نشینی ہی سے اس شخص کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ ذکر الٰہی اور اہل ذکر کی رفاقت اور معیت اور ہم نشینی سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کے بقول اس حدیث میں مجالس ذکر سے مراد وہ مجالس ہیں جو تسبیح، تحمید، تکبیر، تلاوتِ قرآن، دعائے خیر، مذاکرۂ حدیث وعلوم شرعیہ پر مشتمل ہوں۔ اور ایسی

مجالس کی برکتیں ہر اس شخص تک پہنچتی ہیں جو ان میں شریک ہو جائے۔

(۳۶) کلمۂ توحید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلیٰ کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ کَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَکُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَکَانَتْ لَهُ حِرْزاً مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِکَ حَتّٰى يُمْسِيَ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَکْثَرَ مِنْهُ. (بخاری، مسلم)

ترجمہ: جس نے سو بار یہ کلمہ کہا: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلیٰ کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، فرماں روائی بس اسی کی ہے اور اس کے لئے ہر قسم کی ستائش ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ محو کر دئے جائیں گے، اور یہ عمل اس کے لئے اس دن شام تک شیطان کے حملہ سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا، اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہوگا سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔

یہ کلمۂ توحید کی عظمت و برکت ہے کہ وہ ہر نوع کے شرک کو ختم کر دیتا ہے، اور قربِ الٰہی کا باعث بن جاتا ہے، اسی لئے اسے سب سے افضل ذکر قرار دیا گیا ہے اور اس کی تاثیر

یہ بتائی گئی ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔

(۳۷) سبحان اللہ وبحمدہٖ کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جس نے روزآنہ سو بار "سبحان اللہ وبحمدہ" (پاک ہے اللہ کی ذات اور اس کی حمد ہے) کہا اس کے سب قصور معاف کردئے جائیں گے، اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

جس طرح انتہائی تیز روشنی اندھیرے کو بالکل چھانٹ دیتی ہے اسی طرح یہ کلمہ تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے، چاہے گناہ سمندر کے جھاگوں کی طرح بے حد وحساب ہوں۔

(۳۸) اللہ کی پاکی بیان کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ، كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهٗ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيْئَةٍ. (مسلم شریف)

ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی شخص روزآنہ ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز رہ سکتا ہے؟ اس پر ہم نشینوں میں سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ

ہم میں سے کوئی ہزار نیکی کیسے کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سو مرتبہ تسبیح پڑھے (اللہ کی پاکی بیان کرے) تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی یا ہزار گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

تسبیح اور پاکی بیان کرنے پر اللہ کی رحمت کا دریا جوش میں آجاتا ہے اور ہزاروں گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(۳۹) چار کلمے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى شَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ، فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، تُسَاقِطُ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ. (ترمذی شریف)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سوکھے درخت کے پاس سے گذرے، آپ نے اس پر اپنا عصائے مبارک مارا تو اس کے سوکھے پتے جھڑ پڑے، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ چار کلمے: ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ**'' بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جیسے تم نے اس درخت کے پتے جھڑتے دیکھے۔

ان چار کلموں کی یہ تاثیر بیان ہوئی کہ ان سے گناہ اس طرح گرتے اور جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

(۴۰) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نذرانۂ درود

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلاۃً وَاحِدَۃً، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ خَطِیْئَاتٍ، وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ. (سنن النسائی)

ترجمہ: جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ اُس پر:

(۱) دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(۲) اُس کے دس گناہ مٹا دے گا۔

(۳) اس کے دس درجات بلند کردے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ درود وسلام پیش کرنا پوری امت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واجبی حق ہے، اور جو اس میں کوتاہی کرتا ہے، اسے بخیل قرار دیا گیا ہے، اور سخت سست کہا گیا ہے، اور درود کے مبارک عمل کے بے شمار منافع وفوائد میں ایک اہم ترین فائدہ گناہوں کی معافی بتایا گیا ہے۔

(۴۱) مسلمان بھائی سے مصافحہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ، فَیَتَصَافَحَانِ، إِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَتَفَرَّقَا. (ترمذی شریف)

ترجمہ: دو مسلمان باہم ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں، تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

باہمی محبت میں اضافہ، تعلقات کی خوش گواری اور گناہوں کی معافی کے لئے مصافحہ کا عمل بہت کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

(۴۲) دلوں کا کینے سے پاک ہونا

شریعت کی تعلیم ایک اہم اساس یہ ہے کہ صاحب ایمان کا دل اور سینہ دوسرے کے لئے

عداوت، بغض اور کینہ سے صاف پاک رہے، احادیث میں دل کی کینہ سے پاکی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ، جنت کا دروازہ، جنت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، معیت اور رفاقت کا سبب اور سب سے بڑھ کر گناہوں کی معافی اور مغفرت کے فیصلے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً، إِلاَّ رَجُلاً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. (مسلم شریف: کتاب البر والصلة)

ترجمہ: ہر دو شنبہ و جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور شرک سے پاک ہر بندۂ مؤمن کی مغفرت کر دی جاتی ہے، صرف دو ایسے بدنصیب مسلمان ہوتے ہیں جن کی مغفرت نہیں ہوتی، یہ وہ ہیں جن کی آپس میں عداوت اور کینہ ہو، اللہ کی طرف سے فرشتوں سے کہا جاتا ہے، ان دونوں کا معاملہ ان کی آپسی صلح اور تعلق کی استواری و خوش گواری تک موقوف رکھو۔

(۴۳) معاملات میں نرمی و سیر چشمی

خرید و فروخت، قرض، لین دین کے حق کے مطالبے وغیرہ تمام معاملات میں دوسروں کے ساتھ انسانی اور ایمانی بنیادوں پر نرمی، فراخی، سیر چشمی، حسنِ اخلاق اور تلطف و محبت کا رویہ اللہ کی رحمت اور مغفرت دونوں کا قوی ذریعہ ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

غَفَرَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ كَانَ قَبْلَكُمْ، سَهْلاً إِذَا بَاعَ، سَهْلاً إِذَا

اشْتَرىٰ، سَهْلاً إِذَا اقْتَضىٰ. (ترمذی شریف)

ترجمہ: اللہ نے پچھلے دور کے اس آدمی کی مغفرت فرمادی جو خرید وفروخت اور حق کے تقاضے کے وقت نرمی وفراخی کا رویہ اختیار کرنے کا عادی تھا۔

بخاری شریف کی روایت میں اس عمل پر اللہ کی رحمت کا ذکر آیا ہے۔

(۴۴) اپنے مردہ بھائی کو غسل دینا

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائیوں کے متعدد حقوق ہیں، ان میں ایک اہم حق مردہ بھائی کی تجہیز، تکفین وتدفین کا نظم بھی ہے، مردہ کو غسل دینے کا عمل بڑی فضیلت کا عمل ہے، اور اس کا ایک فائدہ گناہوں کی معافی ہے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

مَنْ غَسَلَ مَيِّتاً فَكَتَمَ عَلَيْهِ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعِيْنَ كَبِيْرَةً.

(مستدرك الحاكم، صحيح على شرط مسلم، دیکھئے: آثار الذنوب/ حامد المصلح ٦٧)

ترجمہ: جو کسی مردہ کو غسل دے اور (کوئی عیب یا بدلی حالت نظر آئے تو) اس کی پردہ پوشی کرے، تو اللہ اس کے چالیس بڑے گناہ معاف کردے گا۔

(۴۵) اولاد کی موت کا صدمہ

والدین کے لئے اولاد کی موت کا صدمہ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے؛ لیکن احادیث میں وضاحت آئی ہے کہ اگر اولاد کی جدائی کے حادثے پر والدین صبر سے کام لیں، تو یہ ان کی مغفرت اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ لَهُمَا ثَلاَثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ، وَفِيْ

رِوَايَةٍ: إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا. (مسند احمد، سنن نسائی)

ترجمہ: جن مسلمان والدین کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں، اللہ ان پر اپنی خاص رحمت وفضل فرمائے گا، ان کو جنت میں داخل فرمائے گا، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ان کی مغفرت کردی جائے گی۔

(۴۶) بازار کی دعا

بازار شیاطین کے مرکز ہوتے ہیں، احادیث میں ان کو بدترین جگہ قرار دیا گیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بندگانِ خدا پر رحمت فرماتے ہوئے ایک دعا سکھائی ہے، اور اس کا فائدہ گناہوں کی معافی بتایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو بازار میں داخل ہو اور یہ دعا پڑھ لے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْـحَـمْـدُ، يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے، اسے موت نہیں آسکتی، خیر کے تمام خزانے اسی کے قبضہ میں ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اس دعا کا اثر یہ ہوگا کہ:

كَتَبَ اللّٰـهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّـئَةٍ، وَرَفَـعَ لَـهُ أَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ، وَبَـنٰـى لَهُ بَيْتاً فِى الْجَنَّةِ.

(ترمذی شریف ابواب الدعوات: باب ما يقول إذا دخل السوق)

ترجمہ: اللہ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، اس سے دس

لاکھ گناہ مٹادے گا، اس کے دس لاکھ درجے بلند کردے گا، اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

بازار غفلت اور اللہ سے بے توجہی کا مقام ہیں، ان کو شیاطین کا اڈہ بتایا گیا ہے، اس لئے جب تاجر بازار میں دکان کھولے، یا گاہک سودا خریدنے جائے تو اسے مندرجہ بالا ذکر کرنا چاہئے؛ تاکہ بازار کی غفلتوں کا توڑ ہو، اللہ کی بے حد وحساب عنایات اس کی طرف متوجہ ہوں، اس کے درجات بلند ہوں، نیکیوں میں اضافہ ہو، اور گناہ معاف ہوں۔

(۴۷) تمام نیکیوں کی تاثیر

تمام نیک کاموں میں اللہ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ ان سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، اوپر متعدد نیک اعمال کا ذکر آیا، ان اعمال کے علاوہ جتنے بھی نیک اعمال ہیں ان سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

قرآنِ کریم کہتا ہے:

إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئٰتِ. (هود: ١١٤)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔

فوائد عثمانیہ میں مرقوم ہے:

''حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح، جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں، اور جو نیکیاں اختیار کرے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے، اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے؛ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے، جتنا میل اتنا صابون''۔ (تفسیر عثمانی ۳۱۰)

آیت کا یہی مضمون متعدد احادیث میں بھی بیان ہوا ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ وَخَالِقِ

النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ. (مسند احمد)

ترجمہ: اللہ سے ڈرو چاہے جہاں رہو، برائی اور گناہ کے بعد نیکی کرلو، نیکی برائی کومٹادے گی، لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَمْحُوْ السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ وَلٰكِنْ يَمْحُوْ السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْخَبِيْثَ لاَ يَمْحُوْ الْخَبِيْثَ. (مسند احمد)

بلاشبہ اللہ گناہ کو گناہ سے نہیں مٹاتا؛ بلکہ گناہ کو نیکی سے مٹاتا ہے، گندگی گندگی کونہیں مٹاتی۔

مراجع ومصادر

- تفسیر ابن کثیر
- جامع البیان طبری
- تفسیر معارف القرآن — از: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
- تفسیر ماجدی
- تفسیر عثمانی
- تفسیر مظہری
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- جامع ترمذی
- سنن ابی داؤد
- سنن نسائی
- سنن ابن ماجہ
- مسند احمد
- مشکوٰۃ المصابیح
- ریاض الصالحین
- فتح الباری
- مرقاۃ المفاتیح
- معارف الحدیث — از: مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ
- ترجمان الحدیث: — مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب
- سیرۃ النبی — از: علامہ شبلی نعمانیؒ وسید سلیمان ندوی

مصنف کی مطبوعہ علمی کاوشیں

● اسلام میں عفت وعصمت کا مقام

یہ کتاب عفت وعصمت کے موضوع پر انتہائی تفصیلی اور اہم پیش کش ہے، اپنے مندرجات کی جامعیت اورنصوص کی کثرت کی بنیاد پر اپنے موضوع پر اردو زبان میں انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، ملک وبیرونِ ملک کے اکابر علماء کے تأثرات وتقریظات سے آراستہ ہے۔ مختصر سے عرصہ میں اس کے پانچ ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، یہ کتاب بجاطور پر اس قابل ہے کہ عوام وخواص، علماء وعوام، مرد وعورت سبھی اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

● بیانات سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کتاب موجودہ حالات میں سیرت نبویہ کے فکر انگیز پیغام اور گوشوں کو واضح کرنے والی مکمل، مدلل، مرتب، جامع اور موثر سیرت طیبہ سے متعلق چار مفصل بیانات پر مشتمل ہے، اورقرآن وحدیث کی روشنی میں حسن ترتیب کے ساتھ پوری سیرت کو اس کتاب میں سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے، عوام وخواص ہر ایک کے لئے یکساں طور پر افادیت کی حامل اور قابل مطالعہ ہے۔

● اسلام میں صبر کا مقام

یہ کتاب صبر کے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، فاضل مصنف نے اس کتاب میں جدید اسلوب میں قرآن وحدیث، آثار صحابہ کی روشنی میں صبر کے مقام، اس کی اہمیت اور ضرورت کے متعدد پہلوؤں کو کافی شرح وبسط کے ساتھ واضح کیا ہے، صبر وشکر کے تقابلی تجزیے پر مصنف نے بے حد قیمتی باتیں تحریر کی ہیں، دور حاضر کے ہر نوجوان کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

● ترجمان الحدیث

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق کے متعلق ڈیڑھ سو صحیح ترین احادیث نبویہ کی مدلل اور عام فہم اسلوب میں عالمانہ تشریح کی گئی ہے۔ یہ کتاب بجاطور پر اس قابل ہے کہ اپنے مواد کی علمیت اور افادیت کی وجہ سے اسے مساجد اور اجتماعی مجالس میں سنایا اور پڑھایا جائے۔

● اسلام کی سب سے جامع عبادت نماز

اس کتاب میں نماز کی اہمیت، اقسام وانواع، خشوع کی شرعی حیثیت، خشوع کے مختلف طریقوں کا ذکر قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ خشوع کے موضوع پر جو فاضلانہ اور عالمانہ مفصل ومدلل بحث کی گئی ہے وہ اردو دنیا میں اپنی نوعیت کی منفرد چیز ہے، یہ کتاب ہر خاص وعام کے مطالعہ میں جگہ پانے کی اولین مستحق ہے۔

● اسلام اور زمانے کے چیلنج

موجودہ معاصر حالات کے تناظر میں مصنف کے اشہب قلم سے نکلی ہوئی پرسوز، پردرد اور واقعیت پسندی پر مبنی فکری تحریروں کا یہ مجموعہ موجودہ صورتِ حال میں ہر مسلمان کے لئے راہبر اور فکری غذا فراہم کرتا ہے، جو بات بھی لکھی گئی ہے باحوالہ اور نصوص کی روشنی میں ہے۔

● سیرتِ نبویہ قرآنِ مجید کے آئینے میں

یہ کتاب قرآن کی روشنی میں سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع اور روشن پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، قرآنی سیرت کے موضوع پر یہ اردو زبان میں پہلی باضابطہ کتاب ہے، جس میں سیرت طیبہ کو تاریخی ترتیب کے ساتھ قرآنی بیان کے آئینہ میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اسلوبِ بیان بے حد پرکشش اور اچھوتا ہے۔ کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

● عظمتِ عمر کے تابندہ نقوش

یہ کتاب عربی کے مشہور ادیب شیخ علی طنطاوی کی پراثر تحریر "قصة حياة عمر" کی ترجمانی ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے سے مزین ہے، کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت وعبقریت کے نمایاں پہلو بہت دل نشیں اور ساحرانہ اسلوب میں اجاگر کئے گئے ہیں، سیرتِ عمر پر یہ کتاب عمدہ اور قابل قدر اضافہ ہے۔

● گلہائے رنگارنگ

تین جلدوں پر مشتمل یہ وقیع کتاب قرآن وسنت کی انقلابی تعلیمات، اصلاحِ قلب ونفس ومعاشرہ، اسلام کے خلاف پھیلائے گئے مغالطّوں اور شکوک وشبہات کی مکمل اور مدلل تردید کو محیط عام فہم اور دل نشیں اسلوب میں بیش قیمت اور فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن بہت جلد

مقبول ہوا، اب دوسرا ایڈیشن زیر طباعت ہے۔

● مفکر اسلام: جامع کمالات شخصیت کے چند اہم گوشے

یہ کتاب مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ کی حیات وخدمات اوران کی تابندہ زندگی کے روشن نقوش اور نمایاں امتیازات کی جامع اور مکمل تصویر کشی ہے۔ کتاب حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کے بیش قیمت مقدمات سے مزین ہے، متعدد اہل قلم کے تأثر کے مطابق مفکر اسلام کی شخصیت پر لکھی جانے والی کتابوں میں یہ کتاب اپنے مواد کی جامعیت، اسلوب کی دل کشی اور حسن بیان کے اعتبار سے انفرادی شان رکھتی ہے۔

● علوم القرآن الکریم

یہ کتاب حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی اردو تصنیف علوم القرآن کا عربی ترجمہ ہے۔ مترجم نے بہت سلیس اور شگفتہ عربی زبان میں کتاب کو اردو سے منتقل کیا ہے، شروع میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مقدمہ زینت کتاب ہے۔

● اسلام میں عبادت کا مقام

یہ کتاب عبادت کے موضوع پر انتہائی جامع اور محیط کتاب ہے، جس میں عبادت کے تمام پہلوؤں کا کتاب وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ عوام اور خواص سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

● اصلاح معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق

یہ کتاب معاشرتی اصلاح اور سیرت وکردار کی تعمیر کے تعلق سے بے حد مفید اور جامع کتاب ہے، جس میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کا ذکر بڑی تفصیل سے اور وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے، دور حاضر میں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

● اسلام دین فطرت

یہ کتاب مذہب اسلام کے امتیازات اور اس کی انسانیت نواز تعلیمات کو واضح کرتی ہے، اس میں اسلام کی جامعیت، واقعیت، حقیقت پسندی، ربانیت، امن واسلامتی، اخوت ووحدت، مساوات واجتماعیت جیسے متعدد اہم گوشوں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ ہر باذوق کے لئے قابل مطالعہ ہے۔

● دیگر کتب:

اختر تاباں (تذکرہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ)
والد ماجد (تذکرہ حضرت مولانا محمد باقر حسین صاحبؒ)
شیخ الہند: حیات، خدمات وامتیازات
مقام صحابہ اور غیر مقلدین
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن عناوین
سچ اور جھوٹ کتاب وسنت کی روشنی میں ایک جائزہ
اسلام کا جامع اور مؤثر ترین تعزیری نظام
کچھ یادیں کچھ باتیں (تذکرہ حضرت مولانا مفتی محمد افضل حسین صاحبؒ)
اسلام اور دہشت گردی
بنیادی دینی اور تاریخی معلومات (اردو، ہندی)

● عربی کتب:

علوم القرآن الكريم
وان المساجد لله
لمعات من الاعجاز القرآني البديع
اصول المعاش الاسلامی فی ضوء نصوص الكتاب والسنة......
نظرة عابرة على القضاء والقضاة فى الاسلام
بحوث علمية فقهية

نوٹ: یہ کتابیں مندرجہ ذیل پتوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں:

(۱) اسلامک بک فاؤنڈیشن دہلی
(۲) فرید بک ڈپو دہلی
(۳) کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
(۴) جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

❑❑❑